138864-شادی سے پہلے بیوی کے لیے والد کی دیکھ بھال کی شرط رکھی اور شادی ہوگئی جب دوسری شادی کی تو پہلی بیوی نے علیحدہ گھر اور کام کاج بھی تقسیم کرنے کا مطالبہ کردیا

سوال

ایک شخص نے شادی سے پہلے ہونے والی بیوی کو بتایا کہ اس کا والد بیمار ہے اور اسے دیکھ بھال کی ضرورت ہے تم اس کی دیکھ بھال کروگی تو عورت نے موافقت کرلی اور اس شرط پر ان کی شادی ہوئی، اب وہ شخص دوسری شادی کرنا چاہتا ہے لیکن پہلی بیوی کہتی ہے کہ جب تم دوسری شادی کروگے تو میرا حق ہے کہ میں علیحدہ گھر طلب کروں اور والد کی دیکھ بھال بھی دونوں بیویوں میں تقسیم کی جائیگی، اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے ؟

سائل کا کہنا ہے کہ وہ ایسا مطالبہ کیسے کرسکتی ہے حالانکہ ابتدا میں ہی والد کی دیکھ بھال کی شرط رکھی گئی تھی بلکہ اس نے تو شادی ہی اسی وجہ سے کی تھی کسی اور بنا پر نہیں ؟

پسندیدہ جواب

اللہ تعالی نے عہد اور عقد پورا کرنا
واجب کیا ہے چنانچہ فرمان باری تعالی ہے :

اے ایمان والو عہد و پیمان پورے کرو
المائدۃ (1).

اور پھر عقد زواج کے معاہدے تو
بالاولی پورے کرنا چاہییں چاہے یہ خاوند کی جانب سے ہوں یا بیوی کی جانب سے.

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ
بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"وہ شرطیں سب سے زیادہ پورا کیے
جانے کا حق رکھتی ہیں جن سے تم شرمگاہیں حلال کرتے ہو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (2572) صحیح
مسلم حدیث نمبر (1418).

اس بنا پر آپ کی بیوی کو وہ شرط پوری
کرنی چاہیے جو شادی سے قبل خاوند نے رکھی تھی کہ وہ اس کے والد یعنی اپنے سسر کی
دیکھ بھال کرے، ہمیں تو یہی لگتا ہے کہ بیوی کو یہ کام دونوں بیویوں میں تقسیم

کرنے کا مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں؛ کیونکہ عقد نکاح میں اس کو تقسیم کرنے کی شرط نہیں رکھی گئی، حالانکہ بیوی کو علم تھا کہ اللہ تعالی نے مرد کے لیے ایک سے زائد بیویوں سے شادی کرنا مباح کیا ہے، اور اسی طرح یہ شرط بھی نہیں رکھی گئی کہ وہ دوسری شادی نہیں کریگا.

رہا علیحدہ گھر لینے کا مطالبہ تو
اسے یہ حق حاصل ہے الا یہ کہ اگر عقد نکاح سے قبل یہ شرط رکھی گئی ہو کہ وہ اس کے گھر میں ہی والد کی دیکھ بھال کریگی، اور والد سے علیحدہ اسے گھر نہیں دیا جائیگا،
تو اس صورت میں اس پر یہ دونوں شرطیں یعنی رہائش اور دیکھ بھال پوری کرنا ہونگی اور اسے علیحدہ رہائش کا مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہ ہوگان اور نہ ہی یہ کام دونوں بیویوں میں تقسیم کرنے کا مطالبہ کر سکتی ہے، ہاں اگر خاوند خود ایسا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں.

اور اگر بیوی کو یہ نئی صورت حال
پسند نہیں اور وہ اسے برداشت نہیں کر سکتی تو اسے خلع لینے کا حق ہے، وہ اپنا مہر خاوند کو واپس کر کے اس اسے طلاق لے سکتی ہے.

خلع کی مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ
سوال نمبر (26247) کے جواب کا
مطالعہ کریں.

ہم خاوند کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ
اپنے تصرفات و معاملات میں حکمت سے کام لے، اور پہلی بیوی کے بارہ میں اللہ سے ڈرے اس نے اسے بطور خاوند بھی قبول کیا اور اس کے بیمار والد کی خدمتگار بھی بنی، اس کا بدلہ یہ نہیں تھا کہ اس کی سوکن لا کر اسے تکلیف و اذیت سے دوچار کیا جاتا، اور اسی پر بس نہیں بلکہ یہ سوکن اس کے کام کاج میں بھی شریک نہ ہو اس سے تو اسے اور زیادہ تکلیف ہوگی، اور وہ سوکن اس سے امتیازی حیثیت حاصل کرے جس کی بنا پر پہلی بیوی کی زندگی میں پریشانی پیدا ہو اور اس کی زندگی اجیرن ہو کر رہ جائے.

ہم اللہ کی مباح کردہ ایک سے زائد
شادیوں سے نہیں روک رہے، لیکن ہم تو یہ جانتے ہیں کہ آدمی کے اخلاق حسنہ میں یہ شامل ہے کہ جو اس پر احسان کرے اور اس سے اچھا سلوک کرے تو اس کو بھی اس کے ساتھ

اچھا سلوک کرتے ہوئے اس اسے اچھی بات کہنی چاہیے اور اچھا فعل اور عمل کرنا چاہیے ہمارے خیال میں خاوند کا دوسری بیوی کو اپنے والد کی دیکھ بھال میں پہلی بیوی کے ساتھ شریک نہ کرنے پر اصرار کرنا پہلی بیوی کے ساتھ حسن سلوک میں شامل نہیں ہوگا ن بلکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ وہ دوسری بیوی کے سامنے بھی وہی شرط رکھتا جو اس نے پہلی بیوی کے لیے رکھی تھی تو اس طرح وہ انصاف پسند اور حکیم بھی بن جاتا.

بہر حال ہماری رائے میں بیوی کو وہ
شرط پوری کرنی چاہیے جس پر اس نے نکاح کیا ہے، اور اگر وہ شرط پوری نہیں کر سکتی یا خاوند کے حقوق ادا نہیں کر سکتی تو پھر خلع لینے کا حق رکھتی ہے، اور ہماری رائے یہ ہے کہ اس معاملہ کو بہتر انداز میں حل کرنے اور اس سے نکلنے کے لیے وہ بہتر تصرف کرے، وہ اس طرح کہ جس طرح پہلی بیوی کے لیے شرط رکھی تھی اسی طرح دوسری بیوی کے سامنے بھی وہی شرط رکھے والد کی دیکھ بھال کرنا چاہے عقد نکاح اس شرط کے بغیر ہو بھی چکا ہے، اسے والد کی خدمت کرنے کے لیے بیوی کے ساتھ نرم رویہ میں بات کرنی چاہیے کہ وہ پہلی بیوی کے ساتھ ان امور میں شریک ہو.

واللہ اعلم.